میری خواہش ہے کہ میری ملازمت مستقل ہو

میری سوشل سکیورٹی اور ای او بی آئی میں رجسٹریشن ہو

کیس اسٹڈی: لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن

میرا نام اسلم (فرضی نام) ہے۔ میری عمر تقریباً 40 سال ہے۔ میں شادی شدہ ہوں اور میرے تین بچے ہیں۔ میں فیصل آباد میں اپنے والد کے گھر میں ہی مگران سے علیحدہ رہتا ہوں۔ ہم چھ بھائی اور تین بہنیں ہیں جن میں چار بھائیوں کی شادی ہو چکی ہے۔ ہم سب بھائی اور والدین چار مرلے کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتے ہیں۔ شروع میں والد صاحب ہی گھر کے واحد کفیل تھے مگران کی محنت مزدوری سے گھر کا کچن چلانا بھی مشکل ہو چکا تھا۔ اُس وقت میں آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا۔ اپنے والد کا معاشی بوجھ ہلکا کرنے کے لیے سکول چھوڑ دیا اور بڑے بھائی کے ساتھ مزدوری کرنے لگا۔ اس طرح مختلف فیکٹریوں میں بطور مشین آپریٹر کام کرتا رہا اور اب 12 سالوں سے فیصل آباد میں ایک گارمنٹ فیکٹری میں بطور آپریٹر کام کر رہا ہوں۔ اس فیکٹری میں کم و بیش 800 ورکرز کام کرتے ہیں۔

چند سال قبل فیکٹری میں خواتین ورکرز بھی کام کرتی تھیں مگر اب تمام خواتین کام چھوڑ گئی ہیں۔ فیکٹری میں بیڈشیٹ، پردے، پلو وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔ میں گارمنٹ فیکٹریوں میں تیار ہونے والی ہر قسم کی پراڈکشن کی تیاری و سٹچنگ کا تجربہ رکھتا ہوں۔ میں ایک سکلڈ ورکر ہوں مگر میری ملازمت بطور ایک پیس ریٹڈ ورکر کی ہے۔ میری مزدوری 8 گھنٹے کے حساب سے حکومت کی مقرر کردہ غیر ہنر مند مزدور کی کم از کم اجرت سے بھی کم ہے۔ مگر میں اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے روزانہ 10 سے 12 گھنٹے تک کام کرتا ہوں اور بمشکل مہینے کے بیس/بائیس ہزار کما پاتا ہوں۔ جس ماہ آرڈر کم ہوں تو ماہانہ اس سے کم پیسے بنتے ہیں۔ میں جو تھوڑا بہت ماہانہ کماتا ہوں، بجلی گیس کے بلز، ماہانہ راشن، بچوں کے لیے دودھ، پیمپر اور اپنے بیوی بچوں کے علاج و معالجہ پر خرچ کرتا ہوں۔ اسی لیے اپنی صحت کی پرواہ کیے بغیر روزانہ اوور ٹائم بھی لگاتا ہوں۔ پیس ریٹڈ ورکر کو اوور ٹائم کا معاوضہ وغیرہ نہیں دیتے۔

میری ملازمت مستقل نہیں ہے تو مستقل تنخواہ بھی نہیں ہے۔ اس طرح میرا سوشل سکیورٹی اور ای او بی آئی پنشن کارڈ بھی نہیں بنا ہوا۔ میں 24 سالوں سے مختلف گارمنٹس فیکٹریوں میں ایک ہنر مند مزدور کے طور پر کام کر رہا ہوں اور ایک ہی فیکٹری میں مسلسل 12 سالوں سے کام کر رہا ہوں لیکن ابھی تک سوشل سکیورٹی اور ای او بی آئی یا کسی اور سماجی تحفظ کی اسکیم میں رجسٹریشن نہیں ہوئی۔ میرے پاس کسی ایک فیکٹری کا بھی بھرتی لیٹر نہیں ہے جو میرا بنیادی و قانونی حق ہے۔

فیکٹری میں ورکرز کی صحت و سلامتی کے حوالے سے ماحول قدرے بہتر ہے مگر پیشہ وارانہ صحت و سلامتی کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ انتظامات نہیں ہیں۔ نہ ہی ورکرز کو صنعتی حادثات سے بچنے کے لیے کوئی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ فائر فائٹر کے پرانے آلات نصب ہیں۔ حتیٰ کہ فیکٹری انتظامیہ نے عالمی وباء کرونا کے حوالے سے ورکرز کے تحفظ کے لیے کوئی خاص انتظامات نہیں کئے۔ ابتدائی دنوں میں جب وباء عروج پر تھی تو چند دن ماسک کی پابندی کی گئی اور فیکٹری میں داخلے کے وقت ایک بار سپرے کیا جاتا تھا۔ ماسک بھی ورکرز کو خود خریدنا پڑتا تھا اور کام کی جگہ پر سینی ٹائزر تو دور کی بات صابن تک نہیں ہوتا تھا۔ نہ ہی فیکٹری میں کام کی جگہ پر سماجی فاصلے کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اب تو کرونا ایس او پیز کا بالکل خیال نہیں رکھا جا رہا۔

کرونا لاک ڈاؤن کی وجہ سے میرے سمیت فیکٹری کے تمام مزدور بری طرح متاثر ہوئے۔ تقریباً اڑھائی ماہ تک فیکٹری بند رہی مگر بندش کے دوران ہمیں کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا۔ ورکرز کو بہت زیادہ مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جبکہ میری فیملی کی حالت تو فاقہ کشی تک پہنچ گئی۔ کیونکہ لاک ڈاؤن کے بعد بھی کام نہ ہونے کی وجہ سے میں تقریباً 5/6 ماہ تک بے روزگار رہا ہوں۔ اِدھر اُدھر سے جو ادھار پکڑ کر راشن وغیرہ لیا، وہ ادھار اب تک نہیں اتار سکا ہوں۔ حکومت کے اعلان کردہ احساس پروگرام سے مالی معاونت کے لیے میسج کیا تو جواب ملا جانچ پڑتال کے بعد بتائیں گے۔ اس کے بعد کسی نے پوچھا تک نہیں۔ ہاں البتہ میں

لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا مشکور ہوں جنہوں نے اس مشکل گھڑی میں مجھے کچھ راشن دیا جسے ہم تھوڑا تھوڑا کر کے 2 ماہ تک استعمال کرتے رہے۔

ہماری فیکٹری میں مذہب کی بنیاد پر بھی ورکرز میں تفریق کی جاتی ہے۔ مسیحی ورکرز کو زیادہ تر صفائی ستھرائی اور معمولی کاموں پر ملازمت دیتے ہیں۔ سالانہ پروموشن، مہارت بڑھانے اور ہنر کے لحاظ سے ورکرز کا خیال نہیں رکھا جاتا، نہ ہی سنیارٹی کے لحاظ سے تنخواہیں بڑھائی جاتی ہیں۔ میں 12 سال سے اس فیکٹری میں ایک ہی عہدے پر کام کر رہا ہوں۔ نہ میری تنخواہ بڑھی نہ کسی قسم کی پروموشن ہوئی۔

ورکرز کی اکثریت کو لیبر قوانین اور اپنے حقوق بارے معلومات بھی بہت کم ہیں۔ حالانکہ ہر ورکر کو معلوم ہونا چاہیے کہ سوشل سکیورٹی، ای او بی آئی، بھرتی لیٹر، 8 گھنٹے ڈیوٹی، زائد کام کرنے کے دورانیہ کا ڈبل معاوضہ، گریجوایٹی، سالانہ بونس ورکرز کے قانونی حقوق ہیں اور اس بارے قوانین بھی موجود ہیں۔ مجھے جو تھوڑی بہت مزدور حقوق کے متعلق آگاہی ہے وہ لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے منعقدہ تربیتی سیشنز میں شرکت کرنے کی بدولت ہے۔ اکثریتی ورکرز تو لیبر ڈیپارٹمنٹ تک کا علم نہیں رکھتے۔ مجھے بھی ٹریڈ یونینز کی میٹنگز میں جانے کے بعد پتہ چلا کہ مزدوروں کے متعلقہ کچھ ادارے بھی ہیں اور کس جگہ پر واقع ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ یونین مزدوروں کا بنیادی حق ہے مگر ہماری فیکٹری میں 2 سال قبل 50/60 ورکرز نے مل کر اپنے بنیادی حقوق کے حصول کے لیے ''انصاف ورکرز اینڈ سٹاف یونین'' کے نام سے ایک یونین بنائی تھی۔ اسے رجسٹرڈ کرانے کے لیے لیبر ڈیپارٹمنٹ میں درخواست دی تھی مگر جونہی فیکٹری مالک، جو موجودہ حکومت میں پی ٹی آئی کا ایم این اے ہے، کو پتہ چلا تو اس نے لیبر ڈیپارٹمنٹ کو بھی ہراساں کیا اور یونین ممبران کے ساتھ بھی کھلی غنڈہ گردی کر کے مار پیٹ کی۔ ڈرا دھمکا کر یونین سے دستبردار ہونے کے لیے زبردستی ان سے اشٹام پیپر لکھوائے اور یونین رجسٹرڈ نہ ہونے دی۔ بعد میں ان ورکرز کو دو دو تنخواہیں دیکر ملازمت سے ہی فارغ کر دیا۔ انہیں ان کی گریجوایٹی بھی نہ دی۔ اب ہماری فیکٹری میں کوئی لیبر یونین نہیں ہے۔ البتہ میں فیکٹری سے باہر ٹیکسٹائل پاورلومز گارمنٹ ورکرز یونین پنجاب کا ممبر ہوں۔ بے شک 12/12 گھنٹے کام کرنے کے باوجود میرے معاشی حالات نہیں بدلے مگر میں اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے کوشاں ہوں، مایوس نہیں ہوں۔

میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ اتنی ہو کہ ہر ماہ کچھ نہ کچھ بچت ہوتا کہ خوشی غمی میں کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے اور نہ ہی ادھار لینا پڑے۔ میری خواہش ہے کہ میری ملازمت مستقل ہو۔ میرے بچوں کی تعلیم مفت اور معیاری ہو۔ میرا ذاتی گھر ہو۔ یہ یقیناً ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ آخر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ مزدور منظم ہوں اور اپنے حقوق کے لیے ملکر جدوجہد کریں۔ تبھی مزدوروں کے حالات بدل سکتے ہیں۔